

المهنّد علی المفنّد

یعنی

عقائد

علماء اہل سنت دیوبند رحمہم اللہ

تالیف

فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس اللہ سرہ العزیز المتوفی ۱۳۴۶ھ



باضافہ عقائد اہل السنۃ والجماعۃ

حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی مدظلہم

تصدیقات قدیمہ وجدیدہ مع مقدمہ

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ

الفرعيات فيلزم ان يبنيئ بنيانه علے القول الراجح من ائمة المذاهب فاذا فعل ذلک فلا يكون منا ان شاء الله تعالىٰ الا الحسنٰے القبول بالقلب واللسان و زيادة الشكر بالجنان والأركان.

وثالثا ان فی اصل اصطلاح بلاد الهند كان اطلاق الوهابی علی من ترک تقلید الائمة رضی الله تعالیٰ عنهم ثم اتسع فيه و غلب استعماله علیٰ من عمل بالسنة السنية وترک الامور المستحدثة الشنيعة و الرسوم القبيحة حتی شاع فی بمبئی و نواحيها ان من منع عن سجدة قبور الاولياء و طوافها فهو وهابی بل و من اظهر حرمة الربوا فهو وهابی و ان كان من اكابر اهل الاسلام و عظمائهم ثم اتسع فيه حتی صار

ثابت کرے علماء کلام کی تصریح سے اور اگر مسئلہ فرعی ہے تو اپنی بنیاد کی تعمیر کرے ائمہ مذہب کے راجح قول پر جب ایسا کرے گا تو انشاء اللہ ہماری طرف سے خوبی ہی ظاہر ہوگی یعنی دل وزبان سے غلطی قبول کریں گے اور قلب واعضا سے شکریہ ادا کریں گے

تیسری بات یہ کہ ہندوستان میں لفظ وہابی کا استعمال اس شخص کے لئے تھا جو ائمہ رضی اللہ عنہم کی تقلید چھوڑ بیٹھے پھر ایسی وسعت ہوئی کہ یہ لفظ ان پر بولا جانے لگا جو سنتِ محمدیہ پر عمل کریں اور بدعات سئیہ ورسومِ قبیحہ کو چھوڑ دیں یہاں تک ہوا کہ ممبئی اور اس کے نواح میں یہ مشہور ہے کہ جو مولوی اولیاء کی قبروں کو سجدہ اور طواف کرنے سے منع کرے وہ وہابی ہے بلکہ جو سود کی حرمت ظاہر کرے وہ بھی وہابی ہے گو کتنا ہی بڑا مسلمان کیوں نہ ہو اس کے بعد لفظ وہابی ایک گالی کا لفظ بن گیا سو اگر کوئی ہندی شخص کسی کو وہابی کہتا

قطب دائرة الاسلام.

واقعی حال اور سچی بات کی اطلاع دیں گے اس لئے کہ آپ حضرات ہمارے نزدیک مرکز دائرۃ الاسلام ہیں۔

توضيح الجواب

عندنا و عند مشائخنا زيارة قبر سيد المرسلين (روحی فداه) من اعظم القربات واهم المثوبات و انجح لنيل الدرجات بل قريبة من الواجبات وان كان حصوله بشد الرحال وبذل المهج والاموال و ينوی وقت الارتحال زيارته عليه الف الف تحية و سلام و ينوی معها زيارة مسجده صلی الله عليه وسلم و غيره من البقاع و المشاهد الشريفة بل الاولیٰ ما قال العلامة الهمام ابن الهمام ان يجرد النية لزيارة قبره عليه الصلوة والسلام ثم يحصل له اذا

جواب کی توضیح

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارت قبرِ سیّد المرسلین (ہماری جان آپ پر قربان) اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سبب حصولِ درجات ہے بلکہ واجب کے قریب ہے گو شدِ رحال اور بذل جان و مال سے نصیب ہو اور سفر کے وقت آپ کی زیارت کی نیت کرے اور ساتھ میں مسجدِ نبوی اور دیگر مقامات وزیارت گاہ ہائے متبرکہ کی بھی نیت کرے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ جو علامہ ابنِ ہمام نے فرمایا ہے کہ خالص قبر شریف کی زیارت کی نیت کرے پھر جب وہاں حاضر ہوگا تو مسجدِ نبوی کی بھی زیارت حاصل ہو جائے گی۔ اس صورت میں

قدم زيارة المسجد لان فى ذٰلك زيارة تعظيمه و اجلاله صلى اللّٰه عليه وسلم ويوافقه قوله صلى اللّٰه عليه وسلم من جاء نى زائرالاتحمله حاجة الّا زيارتى كان حقاً علىّ ان اكون شفيعا له يوم القيمة و كذا نقل عن العارف السّامى الملّا جامى انه افرز الزيارة عن الحج وهو اقرب الى مذهب المحبّين وامّا ما قالت الوهابيّة من ان المسافر الى المدينة المنوّرة علىٰ ساكنها الف الف تحية لا ينوى الا المسجد الشريف استد لا لاً بقوله عليه الصّلوٰة و السّلام لا تشدّ الرحال الا الىٰ ثلثه مسٰجد فمردود لان الحديث لا يدل على المنع اصلاً بل لو تامله ذوفهم ثاقب لعلم انه بدلالة النّص يدل على الجواز فان

جناب رسالت مآب صلّی اللہ علی وسلم کی تعظیم زیادہ ہے اور اس کی موافقت خود حضرت کے ارشاد سے ہورہی ہے کہ جو میری زیارت کو آیا، کہ میری زیارت کے سوا کوئی حاجت اس کو نہ لائی ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں۔ اور ایسا ہی عارف مُلّا جامیؒ سے منقول ہے کہ اُنھوں نے زیارت کے لئے حج سے علیٰحدہ سفر کیا اور یہی طرز مذہبِ عشاق سے زیادہ ملتا ہے اب رہا وہابیّہ کا یہ کہنا کہ مدینہ منوّرہ کی جانب سفر کرنے والے کو صرف مسجدِ نبوی کی نیت کرنی چاہئے اور اس قول پر اس حدیث کو دلیل لانا کہ کجاوے نہ کسے جاویں مگر تین مسجدوں کی جانب سو یہ قول مردود ہے اس لئے کہ حدیث کہیں بھی ممانعت پر دلالت نہیں کرتی۔ بلکہ صاحبِ فہم اگر غور کرے تو یہی حدیث بدلالت النص جواز پر دلالت کرتی ہے کیونکہ جو علت سہ مساجد کے دیگر

العلة الّتی استثنٰی بها المساجد
الثلاثة من عموم المساجد
او البقاع هو فضلها المختص بها
وهو مع الزیادة موجُود فی البقعة
الشریفة فان البقعة الشریفة
والرحبة المنیفة التی ضم اعضاءہ
صلّی اللّٰہ علیه وسلم افضل مُطلقاً
حتے من الکعبة ومن العرش
والکُرسی کما صرح به فقهاؤنا
رضی اللّٰہ عنهم ولما استثنی
المساجد لذٰلک الفضل الخاص
فاولیٰ ثم اولیٰ ان یستثنے البقعة
المبارکة لذٰلک الفضل العام
وقدصرح بالمسئلة کما ذکرناہ
بل بأبسط منها شیخنا العلّامة
شمس العلماء العاملین مولانا
رشید احمدُ الجنجوهی قدس اللّٰہ
سرّہ العزیز فی رسالته زبدة
المناسک فی فضل زیارة المدینة

مسجدوں اور مقامات سے مستثنیٰ ہونے
کی قرار پاتی ہے وہ ان مساجد کی فضیلت
ہی تو ہے اور یہ فضیلت زیادتی کے ساتھ
بقعۂ شریفہ میں موجود ہے اس لیے کہ وُہ
حصّۂ زمین جو جناب رسُول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے اعضاء مبارکہ کو مس کیے
ہوئے ہے علی الاطلاق افضل ہے یہاں
تک کہ کعبہ اور عرش وکُرسی سے بھی افضل
ہے چنانچہ فقہاء نے اس کی تصریح فرمائی
ہے اور جب فضیلتِ خاصہ کی وجہ سے تین
مسجدیں عموم نہی سے مستثنیٰ ہوگئیں تو بدرجہا
اولیٰ ہے کہ بقعۂ مبارکہ فضیلتِ عامہ کے
سبب مستثنیٰ ہو۔ ہمارے بیان کے موافق
بلکہ اس سے بھی زیادہ بسط کے ساتھ اس
مسئلہ کی تصریح ہمارے شیخ شمس العلماء
حضرت مولانا مولوی رشید احمد گنگوہی قدس
سرہٗ نے اپنے رسالہ ''زبدۃ المناسک'' کی
فصل زیارت مدینہ منورہ میں فرمائی ہے،
جو بارہا طبع ہو چکا ہے نیز اسی مبحث میں

السوال الخامس

ماقولكم فى حيٰوة النبى عليه الصّلٰوة والسلام فى قبره الشريف هل ذٰلك امر مخصُوص به ام مثل سائر المومنين رحمة الله عليهم حيٰوته برزخية؟

الجواب

عندنا وعند مشائخنا حضرة الرسالة صلى الله عليه وسلم حيٌّ فى قبره الشريف وحيٰوته صلّى اللّٰه عليه وسلم دنيوية من غير تكليف وهى مختصة به صلّى الله عليه وسلم وبجميع الانبياء صلوات اللّٰه عليهم والشهداء لا برزخيه كما هى حاصلة لسائر المومنين بل لجميع النّاس كما نص عليه العلّامة السيُوطى فى رسالته "اِنبَاءِ الاذكياء بحيٰوة

پانچواں سوال

کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں حیات کے متعلق کہ کوئی خاص حیات آپ ﷺ کو حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی حیات ہے؟

جواب

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دُنیا کی سی ہے بلا مکلّف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آں حضرتؐ اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے، جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ "انباء الاذکیا بحیٰوۃ الانبیاءؑ" میں بتصریح لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے کہ

واما الاستفادة من روحانية المشائخ الاجلة ووصول الفُيوض الباطنية من صدورهم اوقبورهم فيصح على الطريقة المعروفة فى اهلها وخواصها لا بما هو شائع فى العوام.

السوال الثانى عشر

قد كان مُحمّد بن عبد الوهّاب النجدى يستحل دماء المُسلمين وامو الهم واعراضهم وكان ينسب الناس كلّهم الى الشرك ويسب السّلف فكيف ترون ذٰلك وهل تجوزون تكفير السلف والمُسلمين وأهل القبلة أم كيف مشربكم؟

الجواب

الحكم عندنا فيهم ماقال صاحب الدرالمختار و خوارج هم قوم لهم منعة خرجوا عليه بتاويل يرون انه

روحانیت سے اِستفادہ اور ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض پہنچنا سو بیشک صحیح ہے مگر اس طریق سے جو اس کے اہل اور خواص کو معلوم ہے نہ اس طرز سے جو عوام میں رائج ہے۔

بارھواں سوال

محمد بن عبد الوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا مسلمانوں کے خون اور ان کے مال و آبرو کو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا، اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے اور کیا سلف اور اہل قبلہ کی تکفیر کو تم جائز سمجھتے ہو، یا کیا مشرب ہے؟

جواب

ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے اور خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنھوں نے

على باطل كفر او معصية توجب قتاله بتاويلهم يستحلون دمائنا واموالنا ويسبون نسائنا الى ان قال وحكمهم حكم البغاة ثم قال وانما لم نكفرهم لكونه عن تاويل وان كان باطل. وقال الشامي فى حاشيته كما وقع فى زماننا فى اتباع عبد الوهاب الذين خرجوا من نجد وتغلبو اعلے الحرمين وكانوا ينتحلون مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشركون واستباحوا بذالک قتل اهل السنة وقتل علمائهم حتى كسر الله شوكتهم ثم اقول ليس هو ولا احد من اتباعه وشيعته من مشائخنا فى سلسلة من سلاسل العلم من الفقه والحديث والتفسير والتصوّف واما استحلال دماء المسلمين

امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان ومال کو حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قید بناتے ہیں آگے فرماتے ہیں، ان کا حکم باغیوں کا ہے اور پھر یہ بھی فرمایا کہ ہم ان کی تکفیر صرف اس لیے نہیں کرتے کہ یہ فعل تاویل سے ہے اگرچہ باطل ہی سہی اور علامہ شامی نے اس کے حاشیے میں فرمایا ہے ''جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے مگر اُن کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بنا پر انھوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی۔ اس کے

واموالهم واعراضهم فاما ان يكون بغير حق او بحق فان كان بغير حق فاما ان يكون من غير تاويل فكفر وخروج عن الاسلام وان كان بتاويل لا يسوغ فى الشرع ففسق واما ان كان بحق فجائزبل واجب واما تكفير السلف من المسلمين فحاشا ان نكفر احداً منهم بل هو عندنا رفض وابتداع فى الدين و تكفير اهل القبلة من المبتدعين فلا نكفر هم مالم ينكروا حكما ضروريا من ضروريات الدين فاذا ثبت انكار امر ضرورى من الدين نكفرهم ونحتاط فيه وهذا دأبنا و دأب مشائخنارحمهم الله تعالىٰ.

بعد کہتا ہوں کہ عبدالوہاب اوراس کا تابع کوئی شخص بھی ہمارے کسی سلسلۂ مشائخ میں نہیں نہ تفسیر وفقہ وحدیث کے علمی سلسلہ میں، نہ تصوف میں۔اب رہا مسلمانوں کی جان ومال وآبرو کا حلال سمجھنا۔سو یا ناحق ہوگا یا حق۔ پھر اگر ناحق ہے تو یا بلا تاویل ہوگا جو کفر اور خارج از اسلام ہونا ہے۔اور اگر ایسی تاویل سے ہے جو شرعاً جائز نہیں تو فسق ہے،اور اگر بحق ہو تو جائز بلکہ واجب ہے۔باقی رہا سلف اہل اسلام کو کافر کہنا سو حاشا ہم ان میں سے کسی کو کافر کہتے یا سمجھتے ہوں بلکہ یہ فعل ہمارے نزدیک رفض اور دین میں اختراع ہے۔ہم تو ان بدعتیوں کو بھی جو اہل قبلہ ہیں جب تک دین کے کسی ضروری حکم کا انکار نہ کریں، کافر نہیں کہتے۔ہاں جس وقت دین کے کسی ضروری امر کا انکار ثابت ہوجائیگا تو کافر سمجھیں گے اور احتیاط کریں گے۔یہی طریقہ ہمارا اور ہمارے جملہ مشائخ رحمہم اللہ کا ہے۔

السوال السابع عشر

هل تقولون ان النبی صلّی اللّٰہ علیه وسلم لا یفضل علینا الا کفضل الاخ الاکبر علی الاخ الاصغر لاغیر وهل کتب احد منکم هٰذا المضمون فی کتاب؟

الجواب

لیس احدمنا ولا من اسلافنا الکرام معتقد ابهٰذاللبتة ولا نظن شخصا من ضعفاء الایمان ایضاً یتفوه بمثل هذه الخرافات ومن یقل ان النبی علیه السّلام لیس له فضل علینا الا کما یفضل الاخ الاکبر علی الاضعر فنعتقد فی حقه انه خارج عن دائرة الایمان وقد صرحت تصانیف جمیع الاکابر من اسلافنا بخلاف ذٰلک وقد بیّنوا وصرحوا وحرروا وجوه

سترھواں سوال

کیاتم اس کے قائل ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بس ہم پر ایسی فضیلت ہے جیسے بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے اور کیاتم میں سے کسی نے کسی کتاب میں یہ مضمون لکھا ہے؟

جواب

ہم میں اور ہمارے بزرگوں میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے اور ہمارے خیال میں کوئی ضعیف الایمان بھی ایسی خرافات زبان سے نہیں نکال سکتا اور جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے، جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ دائرۂ ایمان سے خارج ہے اور ہمارے تمام گذشتہ اکابر کی تصنیفات میں اس عقیدہ واہیہ کا خلاف مصرح ہے اور وہ حضرات جناب رسول

ساحته احد من الخلائق لا ملک مقرب ولا نبی مرسل ولقد اعطی علم الاولین والأخرین وکان فضل اللّٰه علیه عظیما ولکن لا یلزم من ذٰلک علم کل جزئی جزئی من الامور الحادثۃ فی کل اٰن من اٰوانه الزمان حتی یضر غیبوبۃ بعضها عن مشاهدته الشریفة معرفته المنیفة باعلمیته علیه السلام ووسعته فی العلوم وفضله فی المعارف علی کافة الانام وان اطلع علیها بعض من سواه من الخلائق و العباد کما لم یضر بأ علمیة سلیمان علیه السلام غیبوبة ما اطلع علیه الهُد هُد من عجائب الحوادث حیث یقول فی القرآن: "قَالَ اِنِّیۡ اَحَطۡتُّ بِمَا لَمۡ تُحِطۡ بِهٖ وَجِئۡتُکَ مِنۡ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ یَّقِیۡنٍ."

فرشتہ اور نہ نبی رسول اور بے شک آپ کو اولین وآخرین کا علم عطا ہوا اور پر حق تعالیٰ کا فضلِ عظیم ہے ولیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کو زمانہ کی ہر آن میں حادث و واقع ہونے والے واقعات میں سے ہر ہر جزئی کی اطلاع وحکم ہو کہ اگر کوئی واقعہ آپ کے مشاہدہ شریفہ سے غائب رہے تو آپ کے علم اور معارف میں ساری مخلوق سے افضل ہونے اور وسعتِ علمی میں نقص آجائے اگرچہ آپ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس جزئی سے آگاہ ہو جیسا کہ سلیمان علیہ السلام پر وہ واقعہ عجیبہ مخفی رہا کہ جس سے ہُدہُد کو آگاہی ہوئی اس سے سلیمان علیہ السلام کے اعلم ہونے میں نقصان نہیں آیا چنانچہ ہُدہُد کہتی ہے کہ میں نے ایسی خبر پائی جس کی آپ کو اطلاع نہیں اور شہر سبا میں سے میں ایک سچی خبر لے کر آئی ہوں۔

السوال التاسع عشر

اترون ان ابليس اللعين اعلم من سيّد الكائنات عليه السلام واوسع علما منه مطلقا وهل كتبتم ذٰلک فی تصنیف ما تحکمون علیٰ من اعتقد ذٰلک.

الجواب

قد سبق منا تحریر هٰذه المسئلة ان النبی علیه السلام اعلم الخلق علے الاطلاق بالعلوم والحکم والاسرار وغیرها من ملکوت الأفاق ونتیقن ان من قال ان فلانا اعلم من النبی علیه السلام فقد کفر و قد افتی مشائخنا بتکفیر من قال ان ابلیس اللعین اعلم من النبی علیه السلام فکیف یمکن ان توجد هذه المسئلة فی تالیف ما من کتبنا غیر انه غیبوبة بعض

انیسواں سوال

کیا تمہاری یہ رائے ہے کہ ملعون شیطان کا علم سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے زیادہ اور مطلقاً وسیع تر ہے اور کیا یہ مضمون تم نے اپنی کسی تصنیف میں لکھا ہے اور جس کا یہ عقیدہ ہو اس کا حکم کیا ہے؟

جواب

اس مسئلہ کو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کا عِلم حکم واسرار وغیرہ کے متعلق مطلقاً تمامی مخلوقات سے زیادہ ہے اور ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم علیہ السلام سے اعلم ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے پھر بھلا ہماری کسی تصنیف میں یہ مسئلہ کہاں پایا جا سکتا ہے ہاں کسی جزئی حادثۂ صغیر کا حضرت کو اس لئے معلوم نہ

المفترين فلم يكن بحثنا فيه الا عن بعض الجزئيات المستحدثة و من اجل ذلك آتينا فيه بلفظ الاشارة حتى تدل ان المقصود بالنفى و الاثبات هنالك تلك الجزئيات لا غير لكن المفسدين يحرفون الكلام ولا يخافون محاسبة الملك العلام وانا جازمون ان من قال ان فلانا اعلم من النبى عليه السلام فهو كافر كما صرح به غير و احد من علمائنا الكرام ومن افترىٰ علينا بغير ما ذكرناه فعليه بالبرهان خائفا عن مناقشة الملك الديان والله على ما نقول وكيل.

لئے اشارہ کا لفظ ہم نے لکھا تھا تا کہ دلالت کرے کہ نفی و اثبات سے مقصود صرف یہ ہی جزئیات ہیں لیکن مفسدین کلام میں تحریف کیا کرتے ہیں اور شاہنشاہی محاسبہ سے ڈرتے نہیں اور ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے وہ کافر ہے چنانچہ اس کی تصریح ایک نہیں ہمارے بہتیرے علماء کر چکے ہیں اور جو شخص ہمارے بیان کے خلاف ہم پر بہتان باندھے اس کو لازم ہے کہ شاہنشاہ روزِ جزا سے خائف بن کر دلیل بیان کرے اور اللہ ہمارے قول پر وکیل ہے۔

السوال العشرون

أتعتقدون ان علم النبى صلى الله عليه وسلم يساوى علم زيد و بكر و بهائم ام تتبرؤن عن امثال هذا

بیسواں سوال

کیا تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم زید و بکر اور چوپاؤں کے علم کے برابر ہے یا اس قسم کے خرافات سے تم بری

يصح نفي اطلاق لفظ عالم الغيب عن الله تعالىٰ بالتاويل الآخر فانه تعالىٰ ليس عالم الغيب بالواسطه والعرض فهل ياذن في نفيه عاقل متدين حاشا وكلا ثم لو صح هٰذاالاطلاق علىٰ ذاته المقدسة صلى الله عليه وسلم على قول السائل فنستفسر منه ماذا اراد بهٰذا الغيب هل اراد كل واحد من افراد الغيب او بعضه اي بعض كان فان اراد بعض الغيوب فلا اختصاص له بحضرة الرسالة صلى الله عليه وسلم فان علم بعض الغيوب و ان كان قليلا حاصل لزيد و عمرو بل لكل صبي و مجنون بل لجميع الحيوانات و البهائم لان كل واحد منهم يعلم شيئا لا يعلم الآخر ويخفى عليه فلو جوز السائل اطلاق عالم الغيب على احد لعلمه

اس نفی اطلاق کی کوئی دیندار اجازت دے سکتا ہے؟ حاش وکلا، پھر یہ کہ حضرت کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا اطلاق اگر بقولِ سائل صحیح ہو تو ہم اسی سے دریافت کرتے ہیں کہ اس غیب سے مراد کیا ہے؟ یعنی غیب کا ہر فرد یا بعض غیب کوئی کیوں نہ ہو پس اگر بعض غیب مراد ہے تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تخصیص نہ رہی کیوں کہ بعض غیب کا علم اگرچہ تھوڑا سا ہو زید و عمر بلکہ ہر بچہ اور دیوانہ بلکہ جملہ حیوانات اور چوپاؤں کو بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہے کہ دوسرے کو نہیں ہے تو اگر سائل کسی پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق بعض غیب کے جاننے کی وجہ سے جائز رکھتا ہے تو لازم آتا ہے کہ اس اطلاق کو مذکورہ بالا تمام حیوانات پر جائز سمجھے اور اگر سائل نے اس کو مان لیا تو یہ اطلاق کمالات نبوت میں سے نہ رہا کیوں کہ سب شریک ہوگئے اور اگر اس کو نہ مانے تو وجہ فرق پوچھی

بعض الغيوب يلزم عليه ان يجوز اطلاقه علیٰ سائر المذكورات و لو التزم ذٰلک لم يبق من كمالات النبوة لانه يشرک فيه سائرهم و لولم يلتزم طولب بالفارق و لن يجد اليه سبيلا انتهى كلام الشيخ التهانوى فانظروا يرحمكم الله فى كلام الشيخ لن تجدوا مما كذب المبتدعون من اثر فحاشا ان يدعى احد من المسلمين المساواة بين علم رسول الله صلى الله عليه وسلم و علم زيد و بكر و بهائم بل الشيخ يحكم بطريق الالزام على من يدعى جواز اطلاق علم الغيب على رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلمه بعض الغيوب انه يلزم عليه ان يجوز اطلاقه على جميع الناس و البهائم فاين هذا عن مساواة العلم التى يفترونها عليه

جائے گی اور وہ ہرگز بیان نہ ہو سکے گی مولانا تھانوی کا کلام ختم ہوا، خدا تم پر رحم فرمائے ذرا مولانا کا کلام ملاحظہ فرماؤ بدعتیوں کے جھوٹ کا کہیں پتہ بھی نہ پاؤ گے حاشا کہ کوئی مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اور زید و بکر و بہائم کے علم کو برابر کہے بلکہ مولانا تو بطریقِ الزام یوں فرماتے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض غیب جاننے کی وجہ سے عالم الغیب کے اطلاق کو جائز سمجھتا ہے اس پر لازم آتا ہے کہ جمیع انسان و بہائم پر بھی اس اطلاق کو جائز سمجھے پس کہاں یہ اور کہاں وہ علمی مساوات جس کا مبتدعین نے مولانا پر افترا باندھا جھوٹوں پر خدا کی پھٹکار، ہمارے نزدیک متیقن ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و بہائم و مجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے اور حاشا کہ مولانا دام مجدہٗ ایسی واہیات منہ سے نکالیں یہ تو بڑی ہی

فلعنة الله على الكاذبين و نتيقن بان معتقد مساواة علم النبی علیه السلام مع زید و بکر و بهائم و مجانین کافر قطعاً وحاشا الشیخ دام مجده ان یتفوه بهذا و انه لمن عجب العجائب.

عجیب بات ہے۔

السوال الواحد و العشرون

اتقولون ان ذکرو لا دته صلی الله علیه وسلم مستقبح شرعا من البدعات السیئة المحرمة ام غیر ذلک

اکیسواں سوال

کیا تم اس کے قائل ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ ولادت شرعاً قبیح سیئہ حرام ہے یا اور کچھ؟

الجواب

حاشا ان یقول احد من المسلمین فضلا ان نقول نحن ان ذکرولادته الشریفة علیه الصلوٰة والسلام بل و ذکر غبار نعاله و بول حماره صلی الله علیه وسلم مستقبح من

جواب

حاشا کہ ہم تو کیا کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ آنحضرت کی ولادت شریفہ کا ذکر بلکہ آپ کی جوتیوں کے غبار اور آپ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح و بدعت سیئہ یا حرام کہے وہ جملہ

البدعات السيئة المحرمة فالاحوال التی لها ادنیٰ تعلق برسول الله صلی الله علیه وسلم ذکرها من احب المندوبات و اعلی المستحبات عندنا سواء کان ذکر ولادته الشریفة او ذکر بوله و برازه و قیامه و قعوده و نومه و نبهته کما هو مصرح فی رسالتنا المسماة باالبراهین القاطعة فی مواضع شتی منها و فی فتاوی مشائخنا رحمهم الله تعالیٰ کما فی فتویٰ مولانا احمد علی المحدث السهارنفوری تلمیذ الشاه محمد اسحق الدهلوی ثم المهاجر المکی ننقله مترجما لتکون نمونة عن الجمیع سئل هو رحمه اللّٰه تعالیٰ عن مجلس المیلاد بای طریق یجوز و بای طریق لا یجوز فاجاب بان

حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا سا بھی علاقہ ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے خواہ ذکرِ ولادت شریفہ ہو یا آپ کے بول و براز نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو جیسا کہ ہمارے رسالہ براہین قاطعہ میں متعدد جگہ بصراحت مذکور اور ہمارے مشائخ کے فتویٰ میں مسطور ہے چنانچہ شاہ محمد اسحٰق صاحبؒ دہلوی مہاجر مکی کے شاگرد مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ کا فتویٰ عربی میں ترجمہ کر کے ہم نقل کرتے ہیں تاکہ سب کی تحریرات کا نمونہ بن جائے۔ مولانا سے کسی نے سوال کیا تھا کہ مجلسِ میلاد شریف کس طریقہ سے جائز ہے اور کس طریقے سے ناجائز۔ تو مولانا نے اس کا یہ جواب لکھا کہ سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کا ذکر صحیح روایات سے ان اوقات میں جو

احدا من المسلمين ان يحكم عليه بكونه غير مشروع او بدعة الىٰ آخر الفتوى فعلم من هذا انا لا ننكر ذكر و لا دته الشريفة بل ننكر على الامور المنكرة التى انضمت معها كما شاهد تموها فى المجالس المولودية التى فى الهند من ذكر الروايات الواهيات الموضوعة واختلاط الرجال والنساء و الاسراف فى ايقاد الشموع و التزيينات و اعتقاد كونه و اجبا بالطعن و السب و التكفير علىٰ من لم يحضر معهم مجلسهم و غيرها من المنكرات الشرعية التى لا يكاد يوجد خاليا منها فلو خلا من المنكرات حاشا ان نقول ان ذكر الولادة الشريفة منكرو بدعة و كيف يظن بمسلم هذا القول الشنيع فهٰذا القول

ہندوستان کے مولود کی مجلسوں میں آپ نے خود دیکھا ہے کہ واہیات موضوع روایات بیان ہوتی ہیں۔ مردوں عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے۔ چراغوں کے روشن کرنے اور دوسری آرائشوں میں فضول خرچی ہوتی ہے اور اس مجلس کو واجب سمجھ کر جو شامل نہ ہوں اس پر طعن وتکفیر ہوتی ہے اس کے علاوہ اور منکراتِ شرعیہ ہیں جن سے شاید ہی کوئی مجلسِ میلاد خالی ہو، پس اگر مجلس مولود منکرات سے خالی ہو تو حاشا کہ ہم یوں کہیں کہ ذکرِ ولادتِ شریفہ ناجائز اور بدعت ہے اور ایسے قولِ شنیع کا کسی مسلمان کی طرف کیوں کر گمان ہوسکتا ہے پس ہم پر یہ بہتان جھوٹے مُلحِد دجّالوں کا افتراء ہے۔ خدا ان کو رُسوا کرے اور ملعون کرے خشکی و تری۔ نرم وسخت زمین میں۔

يعتقدو يتفوه بان اللّٰه تعالیٰ يكذب
فهو كافر ملعون قطعا و مخالف
للكتاب والسنة و اجماع الامة
نعم اعتقاد اهل الايمان ان ما قال
اللّٰه تعالیٰ فی القرآن فی فرعون و
هامان و ابی لهب انهم جهنميون
فهو حكم قطعی لا يفعل خلافه
ابدا لكنه تعالیٰ قادر علیٰ ان يدخل
الجنة و ليس بعاجز عن ذٰلک و
لا يفعل هذا مع اختياره قال اللّٰه
تعالی و لو شئنا لأتينا كل نفس
هداها ولكن حق القول منی لاملئن
جهنم من الجنة والناس اجمعين
فتبين من هذه الاية انه تعالیٰ لو
شاء لجعلهم كلهم مومنين ولكنه
لا يخالف ما قال و كل ذٰلک
بالاختيار لا بالاضطرار وهو فاعل
مختار فعال لما يريد هذه عقيدة
جميع علماء الامة كما قال

کون۔ اور جو شخص یہ عقیدہ رکھے یا زبان
سے نکالے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے وہ
کافر قطعی ملعون اور کتاب وسنّت واجماع
امت کا مخالف ہے ہاں اہل ایمان کا یہ
عقیدہ ضرور ہے کہ حق تعالیٰ نے قرآن
میں فرعون وہامان وابولہب کے متعلق جو یہ
فرمایا ہے کہ وُہ دوزخی ہیں تو یہ حکم قطعی ہے
اس کے خلاف کبھی نہ کریگا۔ لیکن اللہ ان کو
جنت میں داخل کرنے پر قادر ضرور ہے،
عاجز نہیں، ہاں البتہ اپنے اختیار سے ایسا
کرے گا نہیں وُہ فرماتا ہے اور اگر ہم
چاہتے تو ہر نفس کو ہدایت دے دیتے لیکن
میرا قول ثابت ہو چکا کہ ضرور دوزخ
بھروں گا، جن وانس دونوں سے۔ پس اس
آیت سے ظاہر ہوگیا کہ اگر اللہ چاہتا تو
سب کو مومن بنا دیتا لیکن وہ اپنے قول کے
خلاف نہیں کرتا اور یہ سب باختیار ہے
بجبوری نہیں کیونکہ وہ فاعلِ مختار ہے جو
چاہے کرے۔ یہی عقیدہ تمام علماء امت کا

الممكنات التی تشتملهما قدرته تعالیٰ، اھ.

(۲)وفی شرح المقاصد للعلامة التفتازانی رحمه الله تعالیٰ فی خاتمة بحث القدرة المنکرون لشمول قدرته طوائف منهم النظام واتباعه القائلون بانه لا یقدر علی الجهل والکذب والظلم وسائر القبائح اذ لو کان خلقها مقدور اله لجاز صدوره عنه واللازم باطل لا فضائه الی السفه ان کان عالما بقبح ذلک و باستغنائه عنه والی الجهل ان لم یکن عالما. والجواب لا نسلم قبح الشئی بالسبة الیه کیف وهو تصرف فی ملکه ولو سلم فالقدرة لا تنافی امتناع صدوره نظرا الی وجود الصارف وعدم الداعی وان کان

نہیں مانتے اور محال کیونکر ہوسکتا ہے جبکہ خلف اور کذب ان ممکنات میں داخل ہیں جن کو قدرتِ باری تعالیٰ شامل ہے۔

(۲) اور شرح مقاصد میں علامہ تفتازانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قدرت کی بحث کے آخر میں لکھا ہے کہ قدرت کے منکر چند گروہ ہیں۔ ایک نظام اور اس کے تابعین جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جہل اور کذب وظلم ونیز کسی فعل قبیح پر قادر نہیں کیونکہ ان افعال کا پیدا کرنا اگر اس کی قدرت میں داخل ہو تو ان کا حق تعالیٰ سے صدور بھی جائز ہوگا اور صدور ناجائز ہے کیونکہ اگر باوجود علم قبیح کے بے پروائی کے سبب صدور ہوگا تو سفہ لازم آئیگا اور علم نہ ہوگا تو جہل لازم آئے گا۔ جواب یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی جانب نسبت کر کے کسی شئی کا قبح ہم تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ اس لیے کہ اپنے ملک میں تصرف کرنا قبیح نہیں ہوسکتا اور اگر مان بھی لیں کہ قبیح کی نسبت قبیح ہے تو قدرتِ حق

للمسلم بالمسلم وناول بعض اقواله ونحمله على محمل حسن ثم انه لما ادعى النبوة والمسيحية وانكر رفع الله تعالىٰ المسيح الى السماء وظهر لنا من خبث اعتقاده وزندقته افتى مشائخنا رضوان الله تعالىٰ عليهم بكفره وفتوىٰ شيخنا ومولٰنا رشيد احمد الگنگوهی رحمه الله فی كفر القادیانی قد طبعت وشاعت یوجد كثیر منها فی ایدی الناس لم یبق فیها خفاء الا انه لما كان مقصود المبتدعین تهییج سفهاء الهند وجهالهم علینا وتنفیر علماء الحرمین واهل فتیاهما وقضاتهما واشرافهما منا لانهم علموا ان العرب لا یحسنون الهندیة بل لا یبلغ لدیهم الكتب والرسائل الهندیة افتروا علینا هذه الاكاذیب فالله المستعان وعلیه

اس کے ساتھ حُسنِ ظن رکھتے اور اس کے بعض ناشائستہ اقوال کو تاویل کر کے محمل حسن پر حمل کرتے رہے۔ اس کے بعد جب اس نے نبوت و مسیحیت کا دعوٰی کیا اور عیسٰی مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے کا منکر ہُوا اور اس کا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے مشائخ نے اس کے کافر ہونے کا فتوٰی دیا۔ قادیانی کے کافر ہونے کی بابت ہمارے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتوٰی تو طبع ہو کر شائع بھی ہو چکا ہے۔ بکثرت لوگوں کے پاس موجود ہے کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں مگر چونکہ مبتدعین کا مقصود یہ تھا کہ ہندوستان کے جُہلا کو ہم پر برافروختہ کریں اور حرمین شریفین کے علماء و مفتی و اشراف و قاضی ورُوسا کو ہم پر متنفر بنائیں کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ اہلِ عرب ہندی زبان اچھی طرح نہیں جانتے بلکہ ان تک ہندی رسائل و کتابیں پہونچتی بھی نہیں اس لیے

التوكل وبه الاعتصام هذا والذى ذكرنا فى الجواب هو ما نعتقده وندين الله تعالىٰ به فان كان فى رايكم حقا وصوابا فاكتبوا عليه تصحيحكم وزيّنوه بختمكم وان كان غلطا وباطلا فدلونا على ما هو الحق عندكم فانا ان شاء الله لانتجاوز عن الحق وان عنّ لنا فى قولكم شبهة تراجعكم فيها حتے يظهر الحق ولم يبق فيه خفاء وآخر دعوٰنا ان الحمد لله رب العلمين وصلى الله علىٰ سيّدنا محمّد سيّد الاوّلين والاٰخرين وعلىٰ اٰله وصحبه وازواجه وذريته اجمعين ط

قاله بفمه ورقمه بقلمه خادم طلبة

ہم پر جھوٹے افتراء باندھے سو خدا ہی سے مدد درکار ہے اور اسی پر اعتماد ہے اور اسی کا تمسک جو کچھ ہم نے عرض کیا یہ ہمارے عقیدے ہیں اور یہی دین وایمان ہے سو اگر آپ حضرات کی رائے میں صحیح و درست ہوں تو اس پر تصحیح لکھ کر مُہر سے مزین کر دیجئے اور اگر غلط و باطل ہوں تو جو کچھ آپ کے نزدیک حق ہو وُہ ہمیں بتایئے ہم انشاء اللہ حق سے تجاوز نہ کریں گے اور اگر ہمیں آپ کے ارشاد میں کوئی شبہ لاحق ہوگا، تو دوبارہ پوچھ لیں گے یہاں تک کہ حق ظاہر ہو جائے اور خفا نہ رہے اور ہماری آخری پکار یہ ہے کہ سب تعریف اللہ کو زیبا ہے جو پالنے والا ہے تمام جہان کا اور اللہ کا درُود و سلام نازل ہو اولین و آخرین کے سردار محمد ﷺ پر، اور ان کی اولاد و صحابہ و ازواج و ذرّیات سب پر۔

زبان سے کہا اور قلم سے لکھا، خادم الطلبہ